مسئلہ ۶: مسئولہ شوکت علی صاحب ۱۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز وتر کی تیسری رکعت میں بعد الحمد وقل کے تکبیر کہہ کر دعائے قنوت کے بدلے میں ۳ بار قل ہو اللہ شریف پڑھ لیتا ہے اور دعائے قنوت اس کو نہیں آتی ہے پس اس کی نماز وتر کی صحیح ہوتی ہے یا نہیں اور اگر وہ ہر روز سجدۂ سہو کر لیا کرے تو نماز وتر اس کی صحیح ہو جایا کرے گی۔ بینوا توجروا

الجواب

نماز صحیح ہو جانے میں تو کلام نہیں نہ یہ سجدہ سہو کا محل کہ سہواً کوئی واجب ترک نہ ہوا دعائے قنوت اگر یاد نہیں یاد کرنا چاہیے کہ خاص اس کا پڑھنا سنت ہے اور جب تک یاد نہ ہو اللھم ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار پڑھ لیا کرے یہ بھی یاد نہ ہو تو اللھم اغفرلی تین بار کہہ لیا کرے یہ بھی نہ آئے تو صرف یارب تین بار کہہ لے واجب ادا ہو جائے گا رہا یہ کہ قل ہو اللہ شریف پڑھنے سے بھی یہ واجب ادا ہوا کہ نہیں اتنے دنوں کے وتر کا اعادہ لازم ہو۔ ظاہر یہ ہے کہ ادا ہو گیا کہ وہ ثنا ہے اور ہر ثنا دعا ہے بل قال العلامۃ القاری وغیرہ من العلماء کل دعاء ذکر وکل ذکر دعاء وقد قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افضل الدعاء الحمد للہ رواہ الترمذی وحسنہ والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وصححہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ھذا ولیحرر واللہ تعالٰی اعلم۔

اجتناب العمال عن فتاوی الجہال

مسئلہ: از شہر دمن عملداری پرتگیز مرسلہ مولوی ضیاء الدین صاحب ۲۶ جمادی الآخرہ ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید وہابی نے اول چند رسائل عقائد وہابیت وگستاخی شان معظمان دین پر مشتمل طبع کیے جس پر علمائے مبئی وغیرہ نے ۱۳۱۳ھ میں اس کی وہابیت پر فتوی دیا اس نے باصرار جماعت اہلسنت مجبور ہو کر اپنے تحفظ کے لیے ربیع الاول ۱۳۱۴ھ اس وقت ایک پرچہ باظہار توبہ چھاپ کر شائع کر دیا جب اہلسنت اس کی طرف سے مطمئن ہو گئے تو اس نے اپنے اسی زمانہ سابق وہابیت کی تحریرات سے ایک تحریر حال کی بتا کر ظاہر کی جس کا تاریخی نام "ضروری سوال" لکھا ہے جس سے وہی ۱۳۱۳ھ پیدا ہے اگرچہ آخر میں ۱۳۱۵ھ لکھ دیا ہے اس تحریر پر وہ طالب مباحثہ ہے اور چند شرائط بحث لکھے ہیں وہ تحریر خاص اس کے قلم کی لکھی ہوئی مع توبہ نامہ وشرائط مباحثہ حضرات علمائے اہلسنت کے ملاحظہ میں حاضر کر کے چند امور کا استفسار ہے (۱) اس تحریر میں جو حکم اس نے قرار دیا کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا وقت فتنہ وفساد وغلبۂ کفار جائز وباقی دغیر منسوخ ہے اور باقی کسی سختی مثل طاعون ووبا وغیرہ کے وقت

جائز نہیں یہ حکم تفصیلی ہمارے ائمہ کا ہے یا اُس کا اپنا اختراع ہے (۲) طاعون یا وبا کے لیے قنوت ماننے کو کذب وبہتان بتانا علمائے کرام وفقہائے اعلام کی شان میں گستاخی ہے یا نہیں (۳) اس تحریر کے مضامین والفاظ وطرز بیان واملا وانشا سے اس شخص کا بے علم وجاہل و منصب فتوی کے ناقابل ہونا ظاہر ہے یا نہیں (۴) اگر ظاہر ہے تو نااہل کو مفتی بننا حلال ہے یا حرام اور اُس کے کسی فتوے پر عوام کو اعتماد چاہیے یا نہیں (۵) اُس نے اس تحریر میں جو سندیں تقریر میں لکھی ہیں اگر اُن سے اُس کا مطلب ثابت نہیں تو آیا یہ امر صرف اُسکی جہالت وبے علمی سے ہے یا کہیں بددیانتی اور عوام کو فریب دہی بھی پیدا ہوتی ہے (۶) جو اس تحریر ضروری سوال کو صحیح و درست بتائے وہ جاہل ونافہم ہے یا نہیں (۷) شرائط مباحثہ جو اُس نے لکھے ہیں وہ اُس کے اگلے اشتہار توبہ کے خلاف ہیں یا نہیں اور اُسے اُس کی قدیم وہابیت کی بو پیدا ہوتی ہے یا نہیں۔ بیّنوا توجروا

الجواب

اللّٰھم لك الحمد تحریرات مذکورہ نظر سے گزریں ضروری سوال میں جو حکم اختیار کیا محض خلاف تحقیق ہے ہمارے ائمہ کرام کی تصریحات کتب متون دیکھیے تو عموماً یہ ارشاد ہے کہ غیر وتر میں قنوت نہیں ان میں وقتِ غلبۂ کفار کا بھی کہیں استثنا نہیں اور اگر تحقیقات جمہور شارحین کرام پر نظر ڈالیے تو مطلقاً نازلہ کے لیے قنوت لکھتے ہیں خاص فتنہ وغلبۂ کفار کی ہرگز قید نہیں لگاتے غنیہ شرح منیہ میں ہے قال الحافظ ابوجعفر الطحاوی انما لایقنت عندنا فی صلاۃ الفجر من غیر بلیۃ فاذا وقعت فتنۃ او بلیۃ فلاباس بہ یعنی امام ابوجعفر طحاوی نے فرمایا نماز فجر میں ہمارے یہاں قنوت نہ ہونا اُس وقت ہے کہ کوئی بلا ومصیبت نہ ہو جب کوئی فتنہ یا کسی قسم کی بلا واقع ہو تو نماز صبح میں قنوت پڑھنا مضائقہ نہیں شرح نقایہ برجندی میں ہے فی الملتقط قال الطحاوی فذکر نحوہ یعنی امام ناصرالدین محمد سمرقندی نے ملتقط میں امام طحاوی کا قول مذکور نقل فرمایا بحرالرائق میں ہے وفی شرح النقایۃ معزیا الی الغایۃ وان نزل بالمسلمین نازلۃ قنت الامام الخ یعنی علامہ شمنی نے شرح نقایہ میں بحوالۂ غایۂ امام سروجی بیان کیا کہ اگر مسلمانوں پر (معاذاللہ) کوئی سختی آئے تو امام قنوت پڑھے منحۃ الخالق میں ہے کذا فی شرح الشیخ اسمعیل لکنہ عزاہ الی غایۃ البیان ولم اجد المسألۃ فیھا فلعلہ اشتبہ علیہ غایۃ السروجی لغایۃ البیان لکنہ نقل عن البنایۃ مانصہ اذا وقعت نازلۃ قنت الامام فی الصلاۃ الجھریۃ وقال الطحاوی لایقنت عندنا فی صلاۃ الفجر فمن غیر بلیۃ اما اذا وقعت فلاباس بہ اھ یعنی اسی طرح پر رسالہ شرح شیخ اسمعیل للدرر والغرر میں ہے اُنھوں نے اُسے غایۃ البیان علامہ اتقانی کی طرف نسبت کیا مگر مجھے غایۃ البیان میں نہ ملا شاید غایۂ سروجی سے اشتباہ ہوا اور اُنھیں نے غایۂ امام عینی سے نقل کیا کہ جب کوئی سختی واقع ہو امام قنوت پڑھے اور امام طحاوی کا وہی ارشاد ذکر فرمایا اُسی میں ہے قولہ ولھما انہ منسوخ قال العلامۃ نوح افندی ھذا علی اطلاقہ مسلم فی غیر النوازل واما عند النوازل فی القنوت فی الفجر فینبغی ان یتابعہ عند الکل لان القنوت فیھا عند النوازل لیس بمنسوخ علی ما ھو التحقیق کما مر الخ یعنی علامہ نوح آفندی نے فرمایا جب حنفی کسی شافعی کے پیچھے نماز فجر پڑھے تو بغیر کسی نازلہ کے قنوت میں اُس کا اتباع نہ کرے کہ وہ ہمارے نزدیک منسوخ ہے اور بلاؤں کے وقت صبح میں ہمارے سب اماموں کے طور پر مقتدی کو باتباع امام قنوت پڑھنا چاہیے کہ تحقیق یہی ہے کہ سختیوں کے وقت نماز صبح میں قنوت منسوخ نہیں اشباہ والنظائر میں ہے فی

فتح القدیر ان مشروعیۃ القنوت للنازلۃ مستمرۃ لم تنسخ یعنی فتح القدیر میں ہے کہ دفع سختی کے لیے قنوت پڑھنے کی شرعًا اجازت برابر چلی آئی ہے منسوخ نہ ہوئی اُسی میں ہے ذکر فی السراج الوھاج قال الطحاوی الخ سراج الوہاج میں امام طحاوی کا وہ ارشاد ذکر کیا کہ کوئی بلا آئے تو قنوت فجر میں حرج نہیں مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں غایہ سروجی کا کلام نقل کرکے مثل علامہ ابراہیم حلبی شارح منیہ فرمایا فتکون مشروعیۃ مستمرۃ وھو محمل قنوت من قنت من الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم بعد وفاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو مذھبنا وعلیہ الجمھور وقال الامام ابوجعفر الطحاوی رحمہ اللہ تعالٰی الخ یعنی سختیوں کے وقت قنوت کا مشروع ہونا باقی ہے اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے بعد وفات اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جو قنوت پڑھی اُس کا موقع یہی ہے یعنی سختی کے وقت پڑھتے تھے ہمارا اور جمہور ائمہ کا یہی مذہب ہے امام طحاوی فرماتے ہیں کوئی فتنہ یا بلا ہو تو قنوت میں مضائقہ نہیں حاشیہ مراقی السید الطحطاوی میں ہے قولہ وھو محمل الخ ای حصول نازلۃ قولہ وھو مذھبنا ای القنوت للحادثۃ درمختار میں ہے لایقنت لغیرہ الا لنازلۃ یعنی وتر کے سوا کسی نماز میں قنوت نہ پڑھے مگر کسی سختی کے لیے فتح اللہ المعین حاشیہ کنز للعلامۃ السید ابی السعود الازہری میں امام طحاوی کا ارشاد مذکور کہ کسی بلا کے وقت قنوت فجر میں حرج نہیں نقل کرکے فرمایا وظاھرہ انہ لوقنت فی الفجر لبلیۃ انہ یقنت قبل الرکوع حموی یعنی علامہ سید احمد حموی نے فرمایا امام طحاوی کے اس ارشاد سے ظاہر یہ ہے کہ اگر کسی بلا کے سبب نماز فجر میں قنوت پڑھے تو رکوع سے پہلے پڑھے طحطاوی حاشیہ در میں ہے قال العلامۃ نوح بعد کلام قدمہ فعلی ھذا لایکون القنوت فی صلٰوۃ الفجر عند وقوع النوازل منسوخا بل یکون امرا مستمرا ثابتا ویدل علیہ قنوت من قنت من الصحابۃ بعدہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیکون المراد بالنسخ نسخ عموم الحکم لانسخ نفس الحکم قال فی الملتقط قال الطحاوی الخ (ثم قال) قال بعض الفضلاء ھو مذھبنا وعلیہ الجمھور یعنی علامہ نوح نے ایک کلام ذکر کرکے فرمایا تو اس تقدیر پر بلائیں اُترتے وقت نماز فجر میں قنوت منسوخ نہ ہوگی بلکہ باقی و ثابت ہوگی اور اس کی دلیل صحابہ کا بعد نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قنوت پڑھنا ہے تو ہمارے علما جو قنوت فجر کو منسوخ بتاتے ہیں اس کی مراد یہ ہے کہ سختی و غیر سختی ہر صورت میں قنوت کا عموم منسوخ ہوگیا نہ یہ کہ قنوت رہا ہی نہیں ملتقط میں ہے امام طحاوی نے فرمایا کوئی فتنہ یا بلا ہو تو فجر میں قنوت پڑھ سکتے ہیں بعض علما نے فرمایا یہ ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے ردالمحتار میں عبارات بحر و شرنبلالی و شرح شیخ اسمعیل و نہایہ و اشباہ و غایہ و غنیہ ذکر کرکے فرمایا قنوت النازلۃ عندنا مختص بصلٰوۃ الفجر سختی کے لیے قنوت ہمارے نزدیک نماز فجر سے خاص ہے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے قال الخطابی فیہ دلیل علی جواز القنوت فی غیر الوقت قلت لکن یقید بما اذا نزلت نازلۃ وحینئذ لاخلاف فیہ یعنی نماز فرض میں قنوت خاص اُس صورت میں ہے جب کوئی سختی اُترے اُس وقت اُس میں خلاف نہیں کلام یہاں مسئلہ قنوت نوازل اور اس کے اجماعی یا خلافی ہونے کے بحث میں نہیں وقد تقدم عن الشرنبلالی والحلبی ونوح افندی والطحطاوی بنسبتہ الی الجمھور المشعرۃ بحصول خلاف وافاد الامام ابن الھمام فی الفتح وتبعہ الحلبی فی الغنیۃ ان قنوت النوازل امر مجتھد فیہ وذکر کلام النظرین کلام اس میں ہے کہ **اولًا** ان سب عبارات میں نازلہ بلیۂ حادثہ سب لفظ مطلق ہیں کسی میں خاص فتنہ و غلبہ کفار کی تخصیص نہیں نازلہ ہر سختی زمانہ کو کہتے ہیں جو لوگوں پر نازل ہو اشباہ میں ہے قال فی المصباح النازلۃ المصیبۃ الشدیدۃ تنزل بالناس انتہی وفی القاموس النازلۃ الشدیدۃ انتہی وفی الصحاح النازلۃ الشدیدۃ من شدائد الدھر تنزل بالناس انتہی خود مصنف ضروری سوال کو اقرار ع

کہ عند النازلۃ کی قید سے ہر سختی سمجھی جاتی ہے باینہمہ برخلاف اطلاقات علما اپنی طرف سے خاص فتنۂ وفساد وغلبۂ کفار کی قید لگانا اور کہنا کہ ہر ایک نازلہ نہیں کلام علما میں تصرف بیجا ہے **ثانیاً** میں اطلاق سے احتجاج کرتا ہوں کلمات علما میں صاف تعمیم موجود ہے عامۂ عبارت مذکورہ دیکھیے لفظ نازلۃ یا بلیۃ نکرہ موضع شرط میں واقع ہوا کہ اگر کوئی سختی یا کسی قسم کی بلا آئے تو نماز فجر میں قنوت پڑھے یہ صراحۃً ہر مصیبت ناس کو عام ہے لما نصوا ان النکرۃ فی حیز الشرط تعم تو زید کا ان کے معنی میں وہ حکم لگا دینا کلمات علما کا بگاڑنا بدلنا ہے **ثالثاً** ابن حبان نے اپنی صحیح بالتقاسیم والانواع میں بطریق ابراھیم بن سعد عن الزھری عن سعید وابی سلمۃ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا یقنت فی الصبح الا ان یدعو لقوم اوعلی قوم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نماز صبح میں قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے لیے اُن کے فائدے کی دعا فرماتے یا کسی قوم پر اُن کے نقصان کی دعا فرماتے۔ فتح القدیر وغنیہ ومرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا وھو سند صحیح یہ سند صحیح ہے خطیب بغدادی نے کتاب القنوت میں بطریق محمد بن عبداللہ الانصاری ثنا سعید بن ابی عروبۃ عن قتادہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان لایقنت الا اذا دعا لقوم او دعا علی قوم نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے لیے یا کسی قوم پر دعا فرمائی ہوتی کتب ثلٰثۂ مذکورہ میں ہے ھذا سند صحیح قالہ صاحب تنقیح التحقیق یہ سند صحیح ہے صاحب تنقیح التحقیق نے اس کی تصریح کی امام زیلعی نصب الرایہ میں یہ دونوں حدیثیں ذکر کرکے فرماتے ہیں قال صاحب التنقیح وسند ھذین الحدیثین صحیح وھما نص فی ان القنوت مختص بالنازلۃ یعنی صاحب تنقیح نے کہا ان دونوں حدیثوں کی سند صحیح ہے اور ان میں صاف تصریح ہے کہ قنوت وقت مصیبت کے ساتھ خاص ہے یہ دونوں حدیثیں بھی مطلق ہیں ان میں کوئی تخصیص فتنۂ وغلبۂ کفار کی نہیں اور شک نہیں کہ مثلاً رفع طاعون ودفع وباوزوال قحط کے لیے دعا بھی دعا لقوم کے اطلاق میں داخل کہ یہ بھی مسلمانوں کے لیے دعائے نفع ہے تو صحیح حدیثوں سے اس کا جواز ثابت ہوا فان ا عمل بحمل المطلق علی المقید قلنا لیس ھذا محلہ فان ذکروا قعۃ عین داخلۃ فی اجمال بیان لایحصرہ فیھا عند احد علی انہ انما ھو مسلک الشافعیۃ وانت تظھر من نفسک الاعتماد علی مذھب الحنیفۃ وقد انبأت فی غضون کلامک انک ھنا بصدد اثبات مذھبھم وصرحت فی اٰخر الرسالۃ انھا علی اصول مذھب امامنا الاعظم ابی حنیفۃ النعمان رضی عنہ وعن مقلدیھم اھ بلفظک مع ان الصحیح فی المسئلۃ الاصولیۃ قولنا فقد اقام ائمتنا علیھا براھین لا قبل لاحد بھا فیتم الالزام ولا یبقی لاحد مجال کلام **رابعاً** مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے قال ابن حجر اخذ منہ الشافعی انہ یسن القنوت فی اخیرۃ سائر المکتوبات للنازلۃ التی تنزل بالمسلمین عامۃ کوباء قحط و طاعون او خاصۃ لبعضھم کاسر العالم او الشجاع ممن تعدی نفعہ مقول الطحاوی لم یقل بہ فیھا غیر الشافعی غلط منہ بل قنت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ فی المغرب بصفین اھ ونسبۃ ھذا القول الی الطحاوی علی ھذا المنوال غلط اذا طبق علماءنا علی جواز القنوت عند النازلۃ اُسی میں ہے قال الامام النووی القنوت مسنون فی صلاۃ الصبح دائما واما فی غیرھا ففیہ ثلثۃ اقوال والصحیح المشھور انہ اذا نزلت نازلۃ کعدو وقحط او وباء او عطش اوضرر ظاھر فی المسلمین ونحو ذلک قنتوا فی جمیع الصلوات المکتوبۃ والا فلا ذکرہ الطیبی وفیہ ان مسنونیۃ فی الصبح غیر مستفادۃ من ھذا الحدیث دیکھو مولٰنا علی قاری نے امام ابن حجر مکی سے تصریح صریح نقل فرمائی کہ جس

نازلہ کے لیے قنوت پڑھی جاتی ہے وہ وبأ وقحط وطاعون وغیرہا سب کو شامل ہے اور امام طیبی سے انھوں نے امام اجل ابوزکریا نووی سے نقل کیا کہ نازلہ میں قحط و وبا وتشنگی وغیرہا سب داخل ہیں اور ان اقوال کو مسلم ومقرر رکھا اور بعض بیان کہ خلاف مذہب سمجھے اُن پر اعتراض کردیا اسے برقرار رکھا بلکہ نازلہ کے معنی مذکور نقل کرکے صاف فرمادیا کہ امام طحاوی کی طرف قنوت نازلہ کا انکار اس طرح نسبت کردینا ٹھیک نہیں کہ اُس کے جواز پر تو ہمارے علما کا اتفاق ہے اس سے صاف مفہوم کہ وہی نازلہ جس کے معنی ابھی بیان ہوچکے کہ قحط و وبا وطاعون سب اُس میں داخل ہیں اُسی کے لیے ہمارے علما جواز قنوت کے قائل ہیں **خامسًا** کیوں راہ دور سے نشان معنی مقصود دیجیے کلمات علما سے صاف صریح تصریحیں لیجیے اسی مرقاۃ شریف میں ہے قال ابن الملك وھذا یدل علی ان القنوت فی الفرض لیس فی جمیع الاوقات بل اذا نزلت بالمسلمین نازلۃ من قحط وغلبۃ عدو وغیر ذلك یعنی علامہ ابن فرشتہ نے فرمایا اس حدیث سے ثابت ہے کہ فرض میں قنوت ہمیشہ نہیں بلکہ خاص اُس وقت ہے جب معاذ اللہ مسلمانوں پر کوئی سختی آئے جیسے قحط اور دشمن کا غلبہ وغیرہ علامہ زین العابدین بن ابراہیم بن محمد مصری نے کتاب الاشباہ میں غایہ وشمنی وفتح کی عبارات کہ نوازل میں قنوت روا ہے نقل کرکے فرمایا فالقنوت عندنا فی النازلۃ ثابت وھو الدعاء برفعھا ولاشك ان الطاعون من اشد النوازل یعنی ان عبارات علما سے ثابت ہوا کہ ہمارے نزدیک بلا سختی کے وقت قنوت پڑھنا ثابت ہے اور وہ یہی ہے کہ اُس بلا کے دفع کی دعا کی جائے اور شک نہیں کہ طاعون سخت تر بلاؤں میں سے ہے اسی طرح علامہ سید احمد مصری نے حاشیہ نورالایضاح اور علامہ سید محمد دمشقی نے حاشیہ شرح تنویر میں دفع طاعون کے لیے قنوت پڑھنے کی تصریح فرمائی اور انھیں بحر محقق صاحب بحر کا حوالہ دیا اول کی عبارت ان شاء اللہ تعالٰی عنقریب آتی ہے اور ثانی نے زیر قول شارح مدقق لایقنت لغیرہ الا لنازلۃ فرمایا قال فی الصحاح النازلۃ الشدیدۃ من شدائد الدھر ولاشك ان الطاعون من اشد النوازل اشباہ **تنبیہ** ان بیانوں سے چند امر روشن ہوئے **اوّل** یہ کہ طاعون و وبا اور ان کے مثل ہر بلیۂ عامہ کے لیے قنوت صحیح حدیثوں کے اطلاقات سے ثابت ہے تو زید یعنی مصنف "ضروری سوال" کا قنوت نوازل کو جائز وثابت مان کر اُسے بعض نازلہ سے خاص کرنا اور باقی کی نسبت کہنا جب تک شریعت سے کسی کام کی اصل نہ ملے وہ کام یا تو بدعت ہوگا یا گناہ محض بے معنی ہے کیا اطلاق احادیث اس شخص کے نزدیک کوئی اصل شرعی نہیں کہ اُس کے حکم کو بے اصل وگناہ مانتا ہے **دوم** قنوت طاعون و وبا کو نہ صرف اطلاقات کلام علما بلکہ اُن کی صاف تعمیمیں شامل جن میں خود امام اجل ابوجعفر طحاوی بھی داخل تو اُس کی بنا پر زید کا ادعا کہ "نہ اقوال خلفائے راشدین رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت اور نہ ہمارے امام صاحب کے توابعین کے اقوال سے وہ ایک زائد بات ہے" صریح نافہمی ہے **سوم** اطلاق وعموم سے استدلال نہ کوئی قیاس ہے نہ مجتہد سے خاص کما بینہ خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الامجد فی کتابہ المستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد مثلاً اس اخیر زمانۂ فتن میں طرح طرح کے نئے قسم قسم کے باجے ایسے پیدا ہوئے جن کی حرمت کا ذکر نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث شریف میں نہ اقوال ائمہ میں مگر انھیں حرام ہی کہا جائے گا کہ وہ کل مسکر حرام کے عموم اور یہ حدیث یستحلون الحر والحریر والمعازف وکریمۂ من الناس من یشتری لھو الحدیث کے شمول و اطلاق میں داخل اب اگر کوئی جاہل کہہ اُٹھے کہ یہ تو تم قیاس کرتے ہو احادیث میں کہیں تصریح نہیں پائی جاتی نہ ہمارے امام صاحب کے تابعین سے ہمارا تمھارا قیاس مسائل فقہیہ دینیہ میں بے کار ہے تو اُس سے یہی کہا چاہیے کہ اے ذی ہوش یہ قیاس نہیں بلکہ جب ایک حکم مطلق یا عام

احادیث وکلمات علمائے کرام میں وارد ہے تو اس کے دائرے میں جو کچھ داخل سب کو وہ حکم محیط وشامل تو ثابت ہوا کہ زید کا ضروری سوال میں خود ہی یہ سوال قائم کرنا "کہ جب قنوت عند النازلہ ثابت اور جائز ہوئی تو ہر قسم کی بلا اور مصیبت پر جائز ہونی چاہیے اور اُس کا یہ مہمل جواب دینا کہ ہمارا تمہارا قیاس مسائل فقہیہ دینیہ میں بیکار ہے احادیث میں کہیں تصریح نہیں پائی جاتی نہ ہمارے امام صاحب کے تابعین کے اقوال سے" صریح نادانی ہے **چہارم** اگر صرف یہی اطلاق وعموم احادیث واقوال ائمہ ہوتے تو ثابت کہنے کے لیے کافی تھے ایسے مسئلے کو ہرگز کذب وبہتان نہیں کہہ سکتے دوسرے دلائل کی نظر سے راجح ومرجوح کا اختلاف دوسری بات ہے مگر آپ اوپر سُن چکے کہ طاعون ووبا وقحط وغیرہا کے لیے قنوت کی صاف صریح تصریحیں **امام** اجل ابوزکریا نووی شارح صحیح مسلم شریف (جنکی جلالت شان پر علمائے جمیع مذاہب حقہ کا اجماع ہے) اور **امام** جلیل شرف الدین حسن بن محمد طیبی شارح مشکوۃ و **امام** شہاب الحق والدین احمد بن حجر مکی ہاشمی و **علامہ** عبداللطیف بن عبدالعزیز شہیر بابن فرشتہ از اجلۂ علمائے حنفیہ و **محقق** فقیہ زین بن نجیم مصری عمدہ حنفیہ و **مولٰنا** علی بن سلطان محمد ہروی قاری مکی حنفی و **فاضل** جلیل سید احمد مصری طحطاوی حنفی و **عالم** نبیل سید محمد آفندی شامی حنفی نے فرمائیں اور امام ابن حجر مکی نے اُسے **امام مجتہد** عالم قریش سیدنا امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل کیا تو مصنف ضروری سوال کا قول کہ "طاعون یا وبا کے لیے قنوت ثابت نہیں وہ ایک قسم کا کذب اور بہتان ہے اگر خطاءً ایسا کلمہ بے موقع کسی سے سرزد ہوجائے جناب الٰہی میں توبہ واستغفار جلد کرلے" محض کذب وبہتان اور ان ائمۂ کرام وعلمائے اعلام کی جناب میں گستاخی وتوہین شان ہے زید پر لازم ہے کہ اپنی اس خطا اور بے موقع کلمے سے جلد جناب الٰہی میں توبہ واستغفار کرے اگر بفرض باطل یہ قنوت نوازل صرف امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب ہوتا اور ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم بالاتفاق اُس سے انکار فرماتے تو غایت یہ کہ مسئلہ ائمہ مجتہدین کا اختلافیہ اور ہمارے مذہب کے خلاف ہوتا اُسے کذب وبہتان کہنا اُس حالت میں بھی حلال نہ تھا نہ کہ اس صورت میں کہ خود ہمارے ائمہ وعلما کے بھی اطلاق وعموم ونصوص سب کچھ موجود اور اگر اُسے خصوص نقل فعل کا منکر ٹھہرائیے تو اوّل تو یہاں اُس کا محل نہیں کہ اس خصوص کا مدعی کون تھا جس کے رد میں زید یہ الفاظ لکھتا ثانیاً اوپر واضح ہوچکا کہ عدم نقل فعل نہ زید کو مفید نہ اُس کے مخالف کو مضر تو اس کا ذکر محض فضول ونادانی ہے بالجملہ آفتاب کی طرح واضح ہوا کہ زید نے اس تحریر "ضروری سوال" میں نہ ہمارے متون مذہب کے ظاہر پر عمل کیا نہ ہمارے شارحین اعلام کا قول لیا بلکہ اپنی طرف سے ایک نیا فتوٰی گڑھ دیا بلی قد وقع مایوھمہ فی کلام بعض ائمۃ الحدیث فی تقریر مذھب الامام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ وفی کلام بعض ائمتنا فی توجیہ مذھب بعض الصحابۃ رضوان اللہ تعالٰی علیھم ثم لم یعتمدہ ولا جعلہ مذھب علمائنا ولا ذکرہ فی تقریر کلامھم مع انہ قد اُثر عنہ التعمیم صریحا فیحتمل ان یکون القصر ھذا وقع وفاقا لاحصرا وایا ما کان فجعل ھذا مذھبا لنا لاسلف لزید فیہ فیما اعلم واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم "ضروری سوال" کے اظہار خطا کو اسی قدر بس تھا بے حاجت شرعیہ ناقصوں قاصروں کی جہالتوں سفاہتوں کا شمار اپنا شیوہ نہیں لقولہ تعالٰی واعرض عن الجٰھلین۝ مگر امور متعلقہ بدین میں بعد سوال سائل بیان امر حق ضروری اور یہاں مصلحت دینی اُس کی طرف داعی کہ جب ایک ایسا بے علم وکم فہم ومشکوک ومتہم شخص اپنے آپ کو مفتی ومصنف بنائے ہوئے ہے اور بعض عوام اُسے عالم وقابل اعتماد سمجھتے ہیں تو اُس کے پُرجہل وناہل ہونے کا

آشکار اکرنا ان شاء اللہ تعالٰی دین عوام کو نافع اور ضلالت وجہالت میں پڑنے کا دافع ہوگا وباللہ التوفیق زید کی ترکیب وبندش الفاظ وانشاء واملا میں اگرچہ خطاہائے فاحشہ موجود ہیں مگر ان سے تعرض داب محصلین نہیں لہذا انھیں چھوڑ کر اس کے باقی کثیر وبسیار اغلاط وجہالات سے صرف بعض کا اظہار کیا جاتا ہے **جہالت** (۱) حدیث مذکور ابن حبان کہ زید کے دعوئے تخصیص کا صاف رد تھی براہ نادانی اپنی دلیل بنا کر لکھی اور اس پر فائدہ یہ جمادیا کہ "یہاں سے سمجھا گیا کہ کفار ظلم کریں تو نصرت چاہیے طاعون کے لیے قنوت ثابت نہیں" عقلمند سے پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ظلم کفار کی تخصیص کہاں ہے اور اس کے ذکر سے سوا ضرر کے تجھے کیا فائدہ حاصل ہوا **جہالت** (۲) قنوت فجر کے بارے میں ہمارے مشائخ کرام تصریح فرماتے ہیں کہ منسوخ ہے ولہذا حکم دیتے ہیں کہ حنفی اگر فجر میں شافعی کی اقتدا کرے قنوت میں اس کا اتباع نہ کرے کہ منسوخ میں پیروی نہیں اس قدر پر تو کلمات علما متفق ہیں ہاں محل نظر یہ ہے کہ یہاں عموم نسخ ہے یا نسخ عموم۔ عموم نسخ یہ کہ نازلہ وبے نازلہ کسی حال میں قنوت فجر کی مشروعیت باقی نہیں عموماً نسخ ہوگیا اور نسخ عموم یہ کہ نازلہ وبے نازلہ ہر حال میں عموماً قنوت کا پڑھا جانا یہ منسوخ ہوا صرف بحالت نازلہ باقی رہا نسخ عموم پر تو بہت احادیث صحیحہ دلیل ہیں جن کی تفصیل امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں افادہ فرمائی او مسند احمد وصحیح مسلم وسنن نسائی وابن ماجہ میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قنت شھرا یدعو علی احیاء من احیاء العرب ثم ترکہ زاد ابن ماجۃ فی صلاۃ الصبح رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک مہینے تک نماز صبح میں قنوت پڑھی عرب کے کچھ قبیلوں پر دعائے ہلاک فرماتے تھے پھر چھوڑ دی وھو عند البخاری فی مغازی بزیادۃ بعد الرکوع وترك ثم ترکہ اور صحاح ستہ میں بضمن حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے کہ ترک کا سبب نزول آیہ کریمہ لیس لك من الامر شیئ او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظلمون ٥ ہے یہاں نظر دو طرف جاتی ہے اگر معنی آیت مطلقاً ممانعت اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ترک فرمانا بربنائے ارتفاع شریعت ہو یعنی فجر میں قنوت اصلاً مشروع نہ رہی تو عموم نسخ ثابت ہوگا اور اب قنوت نازلہ بھی منسوخ ٹھہرے گی اور اگر معنی آیت ان خاص لوگوں پر دعائے ہلاک سے ممانعت ہو کہ ان میں بعض علم الٰہی میں مشرف باسلام ہونے والے تھے اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ترک انھیں کے بارے میں ہو نہ مطلقاً تو صرف نسخ عموم ہی ثابت ہوگا اور قنوت نازلہ مشروع رہے گی یہی دونوں نظریں امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر پھر ان کی تبعیت سے علامہ محقق حلبی نے شرح کبیر میں افادہ فرمائیں ان دونوں کتابوں اور مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے واذا ثبت النسخ وجب حمل الذی عن انس من روایۃ ابی جعفر (ھو الرازی) ونحوہ (کدینار بن عبد اللہ خادم انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ما زال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقنت فی الصبح حتی فارق الدنیا) اما علی الغلط (لان الرازی کثیر الوھم قالہ ابو زرعۃ ودینار وقد قیل فیہ ما قیل) او علی طول القیام فانہ یقال علیہ ایضا او یحمل علی قنوت النوازل ویکون قولہ (ای قول انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ثم ترکہ فی الحدیث الاخر (المرای فی الصحاح) یعنی الدعاء علی اولئك القوم لامطلقا اھ مختصرا مزیدا منی ما بین ھلالین نیز کتابین مذکورین میں ہے فیجب کون بقاء القنوت فی النوازل مجتھدا فیہ وذلك ان ھذا الحدیث (ای حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ بطریقی حماد بن ابی سلیمان وابی حمزۃ القصاب عن ابراھیم عن علقمۃ عنہ قال لم یقنت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الصبح الا شھرا ثم ترکہ لم یقنت قبلہ ولا بعدہ ولفظ حماد لم یر قبل ذلك ولا بعدہ) لم یؤثر عنہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من قولہ ان لا قنوت فی نازلۃ بعد ھذہ بل مجرد العدم بعدھا فنتیجۃ الاجتہاد بان یظن ان ذلک انما ھو لعدم وقوع نازلۃ بعدھا تستدعی القنوت فتکون شرعیۃ مستمرۃ وھو محمل قنوت من قنت من الصحابۃ بعد وفاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او ان یظن رفع الشرعیۃ نظرا الی سبب ترکہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو انہ لما نزل قولہ تعالٰی لیس لک من الامر شیئ ترک واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم اھ بزیادۃ۔ روشن علم تو یہ ہے مگر مصنف "ضروری سوال" کی سخت نافہمی کہ دو متنافی باتوں کو ایک کردیا اور کچھ نہ سمجھا۔ خود اُسی کا ایک کلام دوسرے کو رد کردے گا مسلک تو وہ اختیار کیا کہ قنوت نازلہ باقی ہے منسوخ نہیں اگرچہ نازلہ کے معنی خاص فتنہ وفساد وغلبۂ کفار کے لیے ایک جگہ لکھا عندالنازلہ بدعت نہیں مداومت بدعت اور دین میں نیا کام ہے پھر لکھا" دلیل اوپر نسخ قنوت کے مداومت کے طور پر اور دلیل واسطے جواز قنوت کے عندالنازلہ" پھر لکھا" مداومت کے طور پر منسوخ اور عندالنازلہ غیر منسوخ" اور مزے سے وہی آیۂ کریمہ اور وہی حدیث بحوالہ صحیحین ذکر کرکے کہہ دیا" اسی آیت سے اور حدیث متفق علیہ سے نسخ قنوت عموماً ثابت ہوا سوائے قنوت وتر کے" ذی ہوش سے پوچھا جائے کہ اس حدیث میں کس چیز پر قنوت مذکور تھی نازلہ پر اور نزول آیت کس قنوت کے بارے میں ہوا قنوت نازلہ میں اگر آیت وحدیث سے اس کا نسخ ثابت مانتا ہے تو قنوت نازلہ کہاں باقی رہی وہی تو صراحۃً ان سے منسوخ ہوئی یہ طرفہ تماشا ہے کہ وہی منسوخ وہی باقی ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **جہالت** (۳) حدیث طارق اشجعی رضی اللہ تعالٰی عنہ دربارہ انکار قنوت فجر (جس طرح معمول شافعیہ ہے) نسائی نے اس طرح روایت کی کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وخلفائے اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے قنوت نہ پڑھی وہ بدعت ہے اور ترمذی وابن ماجہ نے یوں کہ اُن کے صاحبزادے سعد ابو مالک نے اُن سے پوچھا آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وخلفائے اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں کیا وہ فجر میں قنوت پڑھتے تھے فرمایا نئی نکالی ہوئی ہے ایک ہی حدیث مضمون ایک ہی صحابی ایک ہی مخرج اور مصنف ضروری سوال نے اُسے بلفظ اول ذکر کرکے نسائی وابن ماجہ وابن ترمذی سب کی طرف نسبت کیا اور لفظ دوم کو بے نسبت چھوڑ کر کہہ دیا" ان دونوں حدیثوں میں لفظ بدعت اور محدث کا وارد ہے" ایسی حدیث کو دو حدیثیں کہنا اصطلاح فقہا درکنار اصطلاح محدثین پر بھی ٹھیک نہیں آسکتا یہ زید کی بے خبری وغفلت ہے **جہالت** (۴) قنوت مذکور ائمہ شافعیہ وائمہ مالکیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کو حدیث مذکور سے بدعت بتا کر آگے حاشیہ جمایا "اور حکم بدعت کا یہ ہے کہ کل محدث بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار" قطع نظر اس سے کہ جملۂ اولٰی حکم بدعت نہیں حکم بہ بدعت ہے اجتہادیات ائمۂ دین کو ایسے احکام کا مورد قرار دینا کیسی بے باکی وجرأت ہے حاشا ائمۂ کرام اہلسنت کا کوئی مسئلہ ضلالت وفی النار کا مصداق نہیں وہ سب حق وہدایت وسبیل جنت ہے **جہالت** (۵) تا (۸) حدیث عاصم بن سلیمن ذکر کی قلنا لانس بن مالک ان قوما یزعمون ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یزل یقنت فی الفجر فقال کذبوا انما قنت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شھرا واحدا یدعو علی احیاء من احیاء المشرکین اور اُس کا ترجمہ کیا" ہم نے پوچھا انس بیٹے مالک سے یہ کہ مقرر ایک قوم گمان کرتی ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہمیشہ قنوت پڑھتے تھے نماز فجر میں سو جواب دیا مالک نے کہ وہ لوگ اپنے گمان میں جھوٹے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ قنوت پڑھی آپ نے مہینا ایک سو بھی بددعا کرنے کو اوپر قبیلوں کے قبیلوں سے مشرکین کے" اولاً محاورۂ عرب میں زعم بمعنی مطلق قول بھی شائع یہانتک کہ صحیح حدیث میں زعم جبریل تاک واقع ثانیاً نیا کلام نامحقق یا خلاف تحقیق بھی مراد ہو تو یہ حکم اس قائل کے نزدیک

ہوتا ہے جو اُسے بلفظ زعم تعبیر کرتا ہے اس سے یہ مستفاد نہیں کہ وہ زاعم خود بھی اُسے مشکوک یا مظنون سمجھتا ہے زید نے زبردستی یزعمون کے معنی یہ بنالیے کہ جو قنوت فجر کی بقا کے قائل ہیں خود ہی اُسے شک وگمان کے مرتبے میں جانتے ہیں اور اسی بنا پر کذبوا کا ترجمہ کیا "کہ وہ اپنے گمان میں جھوٹے ہیں" یہ نیو جماکر اب اُس پر فائدہ جڑا اس حدیث سے یہ بھی سمجھا تا ہے کہ زمانۂ تابعین میں قنوت کا فقط گمان ہی گمان تھا یقینی امر نہ تھا پس جتنی روایات ان روایات کے مخالف ہیں وہ سب ظنیات ہونی چاہییے واللہ تعالی اعلم بالصواب افسوس کہ جو کہنا چاہا تھا وہ بھی کہہ نہ جانا عقلمند سے پوچھا جائے کہ قائلان قنوت مالکیہ وشافعیہ نے کس دن کہا تھا کہ قنوت فجر یقینی ہے یا مانعان قنوت حنفیہ وحنبلیہ کب کہہ سکتے ہیں کہ عدم قنوت قطعی ہے مسائل اجتہادیہ دونوں طرف ظنیات ہوتے ہیں پھر یہ کونسا فائدہ آپ نے نکالا اور اُس سے بحث میں کیا نفع حاصل ہو **رابعًا** اس سب سے قطع نظر کیجیے تو ان قوما یزعمون میں لفظ قوم نکرہ حیز اثبات میں ہے جس کا مفاد صرف اس قدر ہوگا کہ کچھ لوگ بطور وہم بقائے قنوت مانتے ہیں اس سے کب لازم ہوا کہ زمانۂ تابعین میں سب قائلان قنوت اُسے اسی درج میں جانتے ہیں **جہالت (۹)** حدیث ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن القنوت فی الفجر نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے قنوت فجر سے منع فرمایا جس میں تین راوی ضعیف وشدید الضعیف ہیں ذکر کرکے تضعیف رواۃ کا جواب دیا کہ "امام صاحب کی تحقیق کردہ مانع نہیں دوم یہ کہ انس بن مالک نے بدعت اور محدث کہا تو گمان یہ ہوسکتا ہے کہ آپ کو اس نہی کی ضرور خبر ہوگی اگرچہ بدعت اور محدث کی جگہ لفظ نہی کا نہ ذکر کیا ہو اور اسی پر اکتفا کیا" قطع نظر اس سے کہ بدعت یا محدث کے قائل حضرت طارق اشجعی ہیں نہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو پیدا کہنے سے اس گمان کی راہ کدھر سے ملی ضرور انھیں اس نہی کی خبر ہوگی انھوں نے صراحۃ نو پیدا ہونے کی وجہ ارشاد فرمادی تھی کہ میں نے سید عالم وخلفائے کرام صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم سب کے پیچھے نماز پڑھی اے فرزند وہ نئی نکلی ہے اس میں نہی پر اطلاع کی بو بھی نہیں نکلتی نہ کہ اس سے گمان ہو کہ ضرور نہی معلوم ہوگی بلکہ انصافًا اس سے یہی متبادر کہ نہی یا تو واقع ہی نہ ہوئی یا ہوئی تو اُنھیں خبر نہ تھی ورنہ عدم فعل کا ذکر نہ کرتے صاف جواب دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اسے منع فرماچکے ہیں جواب مسئلہ میں دلیل اقوی کا ترک کیوں کیا جاتا **جہالت (۱۰)** ایک حدیث کی سند ذکر کی عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما اور ترجمہ میں بھی لکھا "اُس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے" عالم صاحب کو اتنی خبر نہیں کہ صحابیت درکنار مسعود سرے سے مسلمان ہی نہ ہوا جاہلیت میں مرا اُسے رضی اللہ عنہ میں شامل کرنا کیسی جہالت اور دانستہ ہو تو سخت تر آفت **جہالت (۱۱)** آگے لکھا فتح القدیر میں تحت حدیث عبداللہ بن مسعود کے بیان کیا ہے چنانچہ لم یکن انس نفسہ یقنت فی الصبح کمارواہ الطبرانی واذا ثبت النسخ وجب حمل الذی عن انس من روایۃ ابی جعفر اما علی الغلط اوعلی طول القیام فانہ یقال علیہ ایضا فی الصحیح عنہ علیہ الصلاۃ والسلام افضل الصلوۃ طول القنوت ای القیام قطع نظر اس سے کہ تحت حدیث فلاں یا زیر آیت چناں اہل علم کے محاورہ میں اس معنی پر بولا جاتا ہے کہ اُس آیت وحدیث کی تفسیر وشرح یا اُس کی بحث میں ایسا کہا یہاں مبحوث عنہ حدیث ابی جعفر رازی ہے اُسی کے تحت اُسی کی بحث میں حدیث ابن مسعود وحدیث طبرانی وغیرہما مذکور ہیں نہ کہ ایک دوسرے کے تحت میں عبارت فتح کا صاف مطلب جسے ہر حرف شناس عربی بے تکلف پہلی ہی نگاہ میں سمجھ لے یہ ہے کہ حدیث ابی جعفر میں جو دوام قنوت مذکور ہوا ممکن کہ وہاں قنوت سے طول قیام مراد ہو کہ لفظ قنوت اس معنی پر بھی بولا جاتا ہے دیکھو حدیث صحیح میں ارشاد ہوا کہ بہتر نماز طول قنوت ہے یعنی جس میں قیام دیر تک ہو مصنف ضروری سوال ایسی سلیس

عبارت کے واضح معنی کو خاک نہ سمجھا لفظ ایضا کو کہ صراحۃً یقال کی طرف ناظر تھا اُس سے قطع کرکے مابعد سے ملایا اور ایضا فی الصحیحہ کو سند جدا گانہ ٹھہرایا ولہذا لفظ ایضا پر نشان (۔) کہ علامت فصل ہے لگایا اور عبارت کا ترجمہ یوں فرمایا " کیونکہ وہ لفظ قنوت کا مقرر بولا گیا ہے اوپر طول قیام کے اور بھی بیچ صحیح حدیث کے وہ لفظ قنوت کا آیا ہے جو مروی ہے آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کہ افضل ترین نمازوں کی وہ نماز ہے جس میں قنوت یعنی قیام دراز ہو" اس جہالت کی کچھ حد ہے اور ذرا یہ حسن ادا بھی قابل لحاظ کہ" بیچ صحیح حدیث کے وہ لفظ قنوت کا آیا ہے" گویا یہاں اس کی بحث تھی کہ حدیث میں کہیں لفظ قنوت آیا ہی نہیں **جہالت (۱۲)** اسی عبارت فتح کے آخر میں تھا والاشکال نشأمن اشتراک لفظ قنوت بین ماذکر وبین الخضوع والسکوت والدعاء وغیرھا یہاں ماذکر سے مراد وہی طول قیام تھا اور اُس کے معطوفات خضوع وسکوت ودعا وغیرہا یعنی قنوت کا لفظ جبکہ ان سب معانی پر بولا جاتا ہے اس وجہ سے حدیث ابی جعفر میں قائلان قنوت فجر کو اشتباہ پیش آیا اُسے دعا سمجھ لیے حالانکہ مراد طول قیام تھا کہ ہمیشہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز فجر میں قیام طویل فرمایا یہ ایسے صاف معنی ہیں کہ عربی کا ہر مبتدی بے تامل سمجھ لے اب مصنف صاحب کا علم دیکھیے عبارت صرف ماذکر تک نقل کی اور ترجمہ فرمادیا " اور وہ جو مشکلیں پیدا ہوئی ہیں وہ لفظ قنوت کے مشترک المعنی کے سبب اور وجہ سے درمیان اُس چیز کے جو مذکور ہوئی یعنی اپنے محل پر پورا ہوا ترجمہ فتح القدیر کی عبارت کا" گویا آپ کے نزدیک بین صرف شئ واحد پر داخل ہوتا ہے معطوف کی حاجت ہی نہیں ماذکر کے معنی یہ کہ اپنے محل پر مذکور ہوئی ہے اسی پر مطلب تمام ہوگیا **جہالت (۱۳)** سوال قائم کیا جب نسخ قنوت ثابت ہوا تو عند النازلہ جواز کہاں رہا" اور اُس کے جواب میں لکھا " جواب بصورت اجمالیہ اجماعیہ یہ ہے فی فتح القدیر وتر ونوافل کی بحث میں قولہ ان مشروعیۃ القنوت فی النازلۃ مستمرۃ لم ینسخ الخ تحقیق کے جائز ہونا قنوت کا بیچ وقت سختی منسوخ نہیں" فتح القدیر سے استناد اور قنوت نازلہ کے اجماعی ہونے کا ادعا بکف چراغ دارد کا تماشا ہے فتح القدیر کی اسی عبارت میں صراحۃً فرمایا کہ نازلہ میں بقائے قنوت مجتہد فیہ ہے منسوخ ہونا نہ ہونا دونوں طرف نظر جاتی ہے وقد تقدم نصہ فی بیان الجھالۃ الثانیۃ اسی عبارت منقولۂ زید کے بعد بلافصل فرمایا تھا " وبہ قال جماعۃ من اھل الحدیث" کہاں ایک گروہ محدثین کا قول ہونا اور کہاں اجماع **جہالت (۱۴)** " جو قنوت دونوں حضرات نے نماز فجر میں پڑھی وہ بارادہ اصلاح ذات البین کے تھی نہ بددعا" بددعا نہیں مگر دعائے وصول مکروہ اور شک نہیں کہ فریقین میں ہر ایک کو اپنی مغلوبی مکروہ ہوتی ہے اور شک نہیں کہ دونوں جماعتیں اپنا غلبہ مانگتی تھیں مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے ہے انہ لما قنت فی الصبح انکر الناس علیہ فقال استنصرنا علی عدونا محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کتاب الآثار میں فرماتے ہیں قال ابراھیم (ھو النخعی) وان اھل الکوفۃ انما اخذوا القنوت عن علی قنت یدعو علی معویۃ حین حاربہ واما اھل الشام فانما اخذوا القنوت عن معویۃ قنت یدعو علی حین حاربہ قال محمد وبقول ابراھیم ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ **جہالت (۱۵)** " بعید نہیں کہ اُن حضرات نے قنوت اس مضمون کی پڑھی ہو" کہ اللھم اصلح بیننا وبین قومنا فانھم اخواننا بغوا علینا امیر المومنین کی طرف سے یہ قنوت محتمل کیا امیر معویہ بھی معاذ اللہ امیر المومنین کو باغی سمجھتے تھے یہ نرا جاہلانہ افترا ہے امیر معویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صاف تصریح بسند صحیح موجود ہے کہ مجھے خلافت میں نزاع نہیں نہ میں اپنے آپ کو مولٰی علی کا ہمسر سمجھتا ہوں وانی لاعلم انہ افضل منی واحق بالامر ولکن لستم تعلمون ان عثمٰن قتل ظلما

وانا ابن عمہ وولیہ اطلب بدمہ میں خوب جانتا ہوں کہ امیرالمومنین کرم اللہ تعالٰی وجہہ مجھ سے افضل واحق بہ امامت ہیں مگر کیا تمھیں خبر نہیں کہ امیرالمومنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ ظلماً شہید ہوئے میں اُن کا ولی اور ابن عم ہوں اُن کا قصاص مانگتا ہوں دواہ یحیی بن سلیمٰن الجعفی استاذ الامام البخاری فی کتاب صفین بسند جید عن ابی مسلم الخولانی **جہالت (۱۶)** خود ہی سوال میں لکھا "جب قنوت عندالنازلہ جائز ہوئی تو ہر مصیبت پر جائز ہونی چاہیے جس طرح قلتِ باراں وسیلاب، زلزلہ، آندھی، امراض مختلفہ خاصکر وبا اور طاعون کہ وہ اشدالنازلہ ہے" اور جواب دیا "ہمارا تمھارا قیاس بیکار ہے اُن مصیبتوں کے لیے شارع علیہ السلام نے جدا جدا طریقہ بنا دیا اور اُن کا حکم بھی سنا دیا چنانچہ کتب فقہ اُن سے مملو ہیں الخ" اس قیاس بتانے کی جہالت اوپر مذکور ہوچکی مگر طاعون کو خود "اشدالنازلہ" لکھنے سے رہا سہا اور بھی جہل کا پردہ کھول دیا جب قنوت نازلہ ثابت اور طاعون سب سے سخت تر نازلہ ہے تو اس کے لیے بدلالۃ النص قنوت ثابت اور دلالۃ النص سے اثبات کو قیاس بتانا سخت جہالت اب مصنف ضروری سوال کی مثال اُس ذی ہوش کی طرح ہے جس سے کہا جائے والدین کو مارنا حرام ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا لاتقل لھما اف ماں باپ سے ہوں نہ کہہ جب ہوں کہنے سے ممانعت ہے تو مارنا کہ اس سے سخت تر ہے بدرجۂ اولٰی منع ہے وہ کہے "ہمارا تمھارا قیاس مسائل فقہیہ دینیہ میں بے کار ہے" قرآن میں تو کہیں والدین کو مارنے کی ممانعت نہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم **جہالت (۱۷)** قطع نظر اس سے قلت وکثرت باراں وسیلاب وزلازل وریاح وامراض مختلفہ سب کے لیے جدا جدا طریقہ شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کہاں بتایا اگر اس بیان پر مصنف سے مطالبہ کیا جائے تو خود ہی اپنی جہالت کا اقرار کرنا پڑے بالفرض جدا جدا طریقے ارشاد بھی ہوئے ہوں تو سب کے لیے ایک طریقہ عامہ ہونے کی کیا منافی ہے پھر اس باب سے سوا اپنے اظہار علم اور کیا حاصل ہوا **جہالت (۱۸)** اشباہ والنظائر والے صاحب نے فرمایا ہے کہ ۹۹۹ھ نوسو ننانوے میں مصر القاہرہ میں لوگوں نے مجھ سے پوچھا تھا طاعون میں قنوت پڑھنے سے سو میں نے جواب دیا کہ اس کی تصریح کہیں نہیں میں حکم کر نہیں سکتا چنانچہ قولہ سئلت عنہ فی الطاعون سنۃ تسع وتسعین تسعمائۃ بالقاہرۃ فاجبت بانی لم ارہ صریحاً صاحب اشباہ رحمہ اللہ کا انتقال ہشتم رجب ۹۷۰ھ کو ہوا علامہ حموی شرح اشباہ فن ثانی کتاب الوقف میں نقل فرماتے ہیں قد توفی المصنف رحمہ اللہ لثمان مضین من رجب سنۃ سبعین وتسعمائۃ آپ ۹۹۹ھ کا واقعہ اُن سے لکھوا رہے ہیں حقیقۃً اشباہ میں یہاں سنۃ تسع وستین وتسعمائۃ ہے یعنی ۹۶۹ھ نوسو انہتر جسے آپ ۹۹۹ھ بتارہے ہیں **جہالت (۱۹)** اور پھر بیان کیا (یعنی صاحب اشباہ نے) کہ اگر کوئی قنوت پڑھا چاہے تو اکیلا دو رکعت نماز نفل کی نیت کرکے پڑھے چنانچہ یقنت للطاعون لانہ اشد[1] النوازل بل ذکرہ[2] انہ یصلے رکعتین فرادی وینوی رکعتی[3] لدفع الطاعون "قنوت پڑھے واسطے دفع طاعون کے کیونکر مقرر وہ بڑی سخت ہے سختیوں سے مگر جماعت سے نہ پڑھے بلکہ پڑھے دو دو رکعتیں اکیلے اکیلے اور نیت کرے دو رکعت نفل کی واسطے دفع طاعون پورا ہوا حاصل مطلب اشباہ والے گا" قطع نظر اس سے کہ یہ عبارت اشباہ کی نہیں بلکہ صاحب اشباہ سے ناقل[4] کی ہے اور اس میں بل ذکرہ کی ضمیر خود صاحب اشباہ ہی کی طرف ہے جسے آپ نے چنانچہ کہہ کر عبارت اشباہ ہونے کا اشعار کیا

---

[1] ضروری سوال میں یوہیں لکھا اور اسی غلطی کی بنا پر طاعون کو خود بھی اشدالنازلہ کہا حالانکہ اشباہ میں من اشد النوازل ہے ۱۲ [2] ھکذا بخطہ وصوابہ بل ذکرہ ۱۲ [3] ھکذا بخطہ وصوابہ رکعتین [4] ظاہر کہیں طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح دیکھنے کو مل گئی اُس میں اُنھوں نے فرمایا نقا فی الاشباہ یقنت للطاعون لانہ من اشد النوازل بل ذکرانہ یصلے لہ رکعتین فرادی وینوی رکعتی دفع الطاعون یہ صاحب اپنی خوش فہمی سے سمجھ کر یہ سب عبارت فی الاشباہ کے تحت میں داخل ہے ۱۲

اور بل ذکو کا مطلب کچھ نہ بنا لہذا اُسے ترجمہ سے خارج کر دیا طرفہ سخت جہالت فاحشہ یہ ہے کہ دو رکعت پڑھنے کے مسئلے کو مسئلہ قنوت کا تتمہ بنادیا کہ "قنوت پڑھا چاہے تو اکیلا دو رکعت نفل کی نیت کرکے پڑھے" اور اسی لیے اپنی طرف سے ترجمے میں گڑھ تراش لیا کہ "مگر جماعت سے نہ پڑھے" حالانکہ کوئی کم علم بھی عبارت اشباہ خواہ عبارت مذکورہ ناقل عن الاشباہ دیکھ کر کسی طرح اس جہالت کا گمان بھی نہ کرے گا اشباہ میں تو قنوت طاعون ثابت فرما کر نماز طاعون کا مسئلہ ہی جدا شروع فرمایا اور جداگانہ دلیلوں سے اُس کا ثبوت دیا حیث قال صرح فی الغایۃ بانہ اذا نزل بالمسلمین نازلۃ قنت الامام فی صلاۃ الفجر فالقنوت عندنا فی النازلۃ ثابت ولا شك ان الطاعون من اشد النوازل وفی السراج الوھاج قال الطحاوی لا یقنت فی الفجر عندنا من غیر بلیۃ فان وقعت بلیۃ فلا باس بہ کذا فی الملتقط انتھی فان قلت ھل لہ صلاۃ قلت ھو کالخسوف لما فی منیۃ المفتی فی الخسوف والظلمۃ فی النہار واشتداد الریح والمطر والثلج والافزاع وعموم المرض یصلی وحدانا انتھی ولا شك ان الطاعون من قبیل عموم المرض فتسن لہ رکعتان فرادی اھ مختصرا اور ناقل نے بھی بل ذکو لکھ کر اُسے جدا کر دیا تھا مگر جب آدمی کو سہل سہل عبارات کا ترجمہ سمجھنے کی لیاقت نہ ہو تو مجبور ہے **جہالت (۲۰)** اس سے بھی سخت تر جہالت یہ کہ صاحب اشباہ کا مطلب وہ ٹھہرایا "کہ طاعون میں قنوت کی تصریح کہیں نہیں ہے حکم نہیں کرسکتا" اور عبارت یہ نقل کی کہ یقنت للطاعون جس کا آپ ہی ترجمہ کیا کہ "قنوت پڑھے واسطے دفع طاعون کے" کیوں حضرت کیا یہ حکم نہ ہوا واقعی جو بزرگوار اپنا لکھا آپ نہ سمجھ سکے پورا معذور ہے یہ سر دست بیس جہالتیں ہیں اور شروع کلام میں **اولاً سے خامساً** اور اُس کے تنبیہ ہیں اول سے چہارم تک جو سخت وجوہ قاہرہ سے **ضروری سوال** کی بطالتیں جہالتیں ثابت کی گئیں اُنھیں شامل کیجیے تو یہاں تک **۲۹ جہالات** شدیدہ بیان ہوئیں اب **تیسویں جہالت** سب سے بڑھ کر **سفاہت** ملاحظہ ہو ضروری سوال کی ساری محنت دجانکاہی اپنے اس ادعائے باطل کے اثبات کو تھی کہ فتنہ وغلبۂ کفار کے سوا طاعون وغیرہ نوازل کی قنوت کذب باطل و بہتان بے ثبوت وگناہ و بدعت وضلالت وفی النار ہے جو اُسے ثابت مانے اُس پر حکم تعجیل توبہ و استغفار ہے ساڑھے پانچ ورق کی تحریر میں دس صفحے اسی مضمون میں سیاہ کیے یہ سب کچھ لکھ لکھا کر اب چلتے وقت حاشیہ پر ایک فائدہ کا نشان دیا "ف زمانۂ طاعون میں نماز پڑھنے کی ترکیب" اور متن میں لکھا "ھذہ الکیفیۃ لصلاۃ الطاعون پہلے دل میں نیت کرکے زبان سے کہے نویت ان اصلی للہ تعالی رکعتین صلاۃ النفل لدفع الطاعون متوجھا الی جھۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر پھر دوسری رکعت کے آخر رکوع[1] میں جو قنوت ماثورہ ہو پڑھے کہ مشتمل ہو او پر طاعون کے اور اگر ایسی قنوت اُس کو یاد ہی نہ ہو تو ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وقنا ربنا عذاب النار پڑھے یہ آیہ وافی ہدایہ جامع جمیع ادعیہ کی ہے" اللہ تعالیٰ دلوں کے ارادے سب جانتا ہے چلیے وہ اگلا پچھلا لکھا لکھایا بھولنا درکنار یہی یاد نہ رہا کہ ضروری سوال کی تحریر کس غرض کے لیے تھی کس بات کا دعویٰ کاہے سے انکار تھا اپنے زعم میں جنت کا راستہ کیا طریق نار تھا خود ہی کذب و بہتان بنانے لگے ضلالت وفی النار کی ترکیبیں بتانے لگے یارب مگر اسے اختلال حواس کے سوا کیا کہیے طرفہ یہ کہ اوپر سوال قائم کیا تھا "بارادہ دفع طاعون یا وبا کونسی قنوت ہے" اور جواب دیا تھا "کہیں پتہ نہیں" اب حکم ہوتا ہے کہ "قنوت ماثورہ پڑھے کہ مشتمل ہو او پر طاعون کے" اب خدا جانے کہاں سے اُس کا پتا لگ گیا **تصحیف اغلاط** یعنی عبارت کچھ ہے اور پڑھیں کچھ یوں تو زیادت ونقص

---

[1] یہ ترکیب بھی نئی ہے قنوت میں علما مختلف ہیں کہ قبل رکوع ہے یا بعد آپ فرماتے ہیں خود رکوع میں پڑھے ۱۲ منہ تحریر زید میں یوہیں ہے جیسے کچہریوں میں پنچ کو پنج مقبولہ لکھتے ہیں ۱۲

وتبدیل ہر قسم کی خطا اس ضروری سوال میں موجود ہیں " قنا ربنا عذاب النار " کو آیت بنا دیا حالانکہ قرآن عظیم میں قنا کے بعد لفظ ربنا کہیں نہیں من اشد النوازل سے من اڑا کر طاعون کو اشد النازلہ کہا اور اپنے ہی پاؤں میں تیشہ مارا عبارت اشباہ میں سبعین کا تسعین بنانا مگر زیادہ اظہار علم کو تصحیفین یہ ہیں شیبان بن فروخ کو اصل عبارت سند اور ترجمہ دونوں میں شیبان بن فوخ[1] لکھا یہ تمام صحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی میں خدا جانے کتنی جگہ آیا ہے اگر یہ کتابیں پڑھی ہوتیں تو ایسی غلطی شاید نہوتی اللھم اشدد وطاتک علی مضر دو جگہ آیا دونوں جگہ وطائك بہمزہ[2] بجائے تا بنایا اور قبیلۂ قارہ کو کہ یہ لفظ بھی دو جگہ وارد ہوا تھا دونوں جگہ صاف فارہ[3] بحرف فا بجائے قاف تحریر کیا اور سب میں اخیر کا لطیفہ یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مناجات مروی ہے اللھم لا قابض لما بسطت ولا باسط لما قبضت ولا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ھادی لمن اضللت ولا مضل لمن ھدیت ولا مقرب لما باعدت ولا مباعد لما قربت آپ اُسے لکھتے ہیں اللھم لا قابض لما بسطت ویا باسط لما قبضت اہل علم کی غلطی اس طرح کی نہیں ہوتی اتنا بھی نہ سمجھا کہ یوں ہوتا تو یا قابضا لما بسطت ویا باسطا لما قبضت نصب کے ساتھ ہوتا نہ بالضم کہ بوجہ حصول معمول کلمۂ شبیہ مضاف ہوکر مفرد نہ رہا اور نصب واجب ہوا کقولك یا طالعا جبلا ویا خیرا من زید اور یہ تو نقل کی جسمیں یہ مناجات مذکور ہوئی علمائے ناقدین اسے سخت منکر بتاتے ہیں یہانتک کہ امام ذہبی فرماتے ہیں اخاف ان لایکون موضوعا میں ڈرتا ہوں کہیں موضوع نہ ہو خاتم الحفاظ امام جلیل سیوطی جمع الجوامع میں اسے نقل کرکے مقرر رکھتے ہیں **اغلاط ترجمہ** گزری جہالتوں کے بیان میں متعدد جگہ واضح ہوا کہ زید کو سیدھی سادی عبارت عربی سمجھنے اور اُس کا ٹھیک ترجمہ کرلینے کی استعداد نہیں اور میں ایسے ترجموں کا شاکی بھی نہیں کہ ان یدعو لقوم او علی قوم کے ترجمے میں لکھا " واسطے دعا کرنے کے کسی قوم کے لیے یا اوپر بد دعا کرنے کے کسی قوم پر " یا سندہ صحیح " کا ترجمہ " سند اس حدیث کی بہت صحیح ہے " یا " عن ابی مالك سعد بن طارق الاشجعی " کا ترجمہ " روایت کی مالک سعید بیٹے طارق اشجعی نے " لطیف خوش فہمیوں کے ترجمے وہ ہیں جن کا بیان جہالات ۵ و ۶ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۹ میں گزرا علی الخصوص ثلثہ اخیرہ اور اسی قبیل سے ہے اللھم انج الولید بن الولید و مسلمۃ بن ھشام وعیاش بن ابی ربیعۃ والمستضعفین من المومنین وغفار غفر اللہ لھا واسلم سالمھا اللہ[4] کا ترجمہ اے پروردگار خلاصی بخش ولید اور مسلمہ اور عیاش کو اور ناتواں مومنوں کو اور قبیلۂ غفار کو مغفرت کرے اللہ اُن کی اور قبیلۂ اسلم کو سلامت رکھے اللہ اُن کو یعنی شر سے اعدا کے غفار غفر اللہ لھا واسلم سالمھا اللہ دو مستقل جملے جدا گانہ خبریہ یا دعائیہ ہیں

اقول والاول عندی اولی لقول رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اسلم سالمھا اللہ وغفار غفر اللہ لھا اما واللہ ما انا قلتہ ولکن اللہ قالہ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ واحمد والطبرانی فی الکبیر والحاکم عن سلمۃ بن الاکوع وابوبکر بن ابی شیبۃ عن خفاف بن ایماء الغفاری وابویعلی الموصلی عن ابی برزۃ الاسلمی رضی اللہ تعالٰی عنھم مصنف ضروری سوال نے اپنی نادانی سے غفار واسلم کو ولید پر معطوف اور انج کے نیچے داخل سمجھا گویا یہ قبائل انصار بھی مثل ولید وسلمہ وعیاش وضعفائے مومنین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین دست کفار میں

[1] یعنی چوزہ ۱۲ [2] یعنی نشیب ۱۲ [3] یعنی چوہا ۱۲ [4] سالمہا اللہ کا ظاہر ترجمہ اللہ نے اُن سے صلح کی علیہ درج فی اشعۃ اللمعات وفی الصراح مسالمۃ مصالحۃ وفی القاموس سالما صالحا وفی تاج العروس ومنہ الحدیث اسلم سالمھا اللہ وھو من المسالمۃ وترك الحروب وفی مجمع البحار اسلم سالمھا اللہ ھو المسالمۃ وترك الحروب ۱۲

گرفتار رہے ان سب کی نجات کے لیے دعا فرمائی جاتی تھی حالانکہ یہ حدیث اُس حدیث سے جدا ہے صحیح بخاری شریف صفۃ الصلاۃ میں بے ذکر غفار واسلم صرف حدیث اول روایت فرمائی اور استسقا میں کہ اسے اُس کے ساتھ روایت کیا صاف فصل بتادیا حیث قال عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان اذا رفع راسہ من الرکعۃ الاخرۃ یقول اللھم انج عیاش بن ابی ربیعۃ اللھم انج سلمۃ بن ھشام اللھم انج الولید بن الولید اللھم انج المستضعفین من المومنین اللھم اشدد وطأتک علی مضر اللھم اجعلھا سنین کسنی یوسف وان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال غفار غفر اللہ لھا واسلم سالمھا اللہ تعالٰی فتح الباری وعمدۃ القاری وارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے قولہ وان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ حدیث اخر وھو عند البخاری بالاسناد المذکور فکانہ سمعہ ھکذا فاوردہ کما سمعہ زاد العینی وقد اخرجہ احمد کما اخرجہ البخاری ذی ہوش نے یہ بھی نہ دیکھا کہ روایت میں غفار مرفوع ہے نہ منصوب نہ ولید پر عطف کیونکر ممکن **اغلاط روایت** ضروری سوال میں واقعہ بیر معونہ بطور خود ذکر کیا جسے بے اصل اغلاط سے بھر دیا خلاصۂ عبارت یہ ہے ایک عامر بیٹا مالک کا دو گھوڑے دو اونٹ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس ہدیہ لایا حضور نے فرمایا ہم کافر کا ہدیہ قبول نہیں کرتے وہ اسلام تو نہ لایا مگر انکار بھی نہ کیا اور بولا اے حبیب خدا میرے پیچھے ایک قوم ہے آپ چند اصحاب ہمراہ دو تو امید کہ وہ سب مسلمان ہوجائیں آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام ستر یا چالیس جوان انصار[1] سے جو سب کے سب قرآن مجید کے حافظ تھے عامر کے ہمراہ کردیے اور ایک راہبر بھی ہمراہ ہولیا ان پر منذر کو سردار کیا اور بنام عامر بن طفیل ایک خط لکھوا کر حوالہ منذر کے کردیا یہ صحابہ بیر معونہ کے قریب پہنچ کر وہیں قیام کیا پھر ایک شخص کے ہاتھ وہ خط عامر بن طفیل کے پاس بھجوادیا جب وہ خط عامر بیٹے طفیل نے پڑھا آگ کا شعلہ بن گیا اور جھپٹ کر خط پہنچانے والے کو قتل کر ڈالا پھر اپنے تمام حلیفوں اور قبیلوں کی کمک کے ساتھ اُن صحابہ کو قتل کر ڈالا اور منذر کو زندہ قید کرلیا قطع نظر اس سے **اوّلاً** عامر بن مالک ابو براء نے "اے حبیب خدا" ہرگز نہ کہا کہ یہ خاص کلمہ اسلامی تھا **ثانیاً** "ہمراہ ہولیا" سے ظاہر یہ کہ بطور خود ساتھ ہولیا حالانکہ حدیث میں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مُطّلب سلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو رہبری کے لیے ہمراہ فرمادیا تھا فقد اخرج الطبرانی من طریق عبد اللہ ابن لھیعۃ عن ابی الاسود عن عروۃ قال ثم بعث النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المنذر بن عمرو الساعدی وبعث معہ المطلب السلمی لیدلھم علی الطریق الحدیث ذکر فی الاصابۃ فی ترجمۃ المطلب **ثالثاً** فرمان اقدس خاص بنام عامر بن طفیل نہ تھا بلکہ رؤسائے نجد و بنی عامر کے نام تھا خمیس میں ہے وکتب کتابا الی رؤساء نجد وبنی عامر مدارج میں ہے مکتوبے برؤسائے نجد و بنی عامر نوشت **رابعاً** حافظ قرآن کے اگر یہ معنی کہ قرآن مجید سے کچھ یاد تھا تو اس میں ان صحابہ کی کیا خصوصیت اُنھیں قُرّا نام رکھنے کی یہ وجہ نہیں ہوسکتی اور اگر یہ مراد کہ جس قدر قرآن عظیم اُس وقت تک اُترا وہ سب اُن سب کو یاد تھا تو اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ اُنھیں قُرّاء کہنے کی وجہ یہ کہ شب کو درس و تلاوت قرآن مجید میں بکثرت مشغول رہتے صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے یتدارسون القران باللیل ویصلون عمدۃ القاری کتاب الجہاد باب العون بالمدد میں ہے سموا بہ لکثرۃ قراءتھم **خامساً** عامر بن طفیل کے خاص اپنے قبیلۂ بنی عامر نے ہرگز کمک نہ دی بلکہ صاف انکار کردیا کہ تیرا چچا عامر بن مالک اُنھیں اپنی پناہ میں لے چکا ہے ہم اُس کا ذمہ ہرگز نہ توڑیں گے

---

[1] سب انصاری نہ تھے بعض مہاجر تھے خمیس میں ہے کان اکثرھم من الانصار واربعۃ من المہاجرین مدارج میں ہے اکثر ایشاں انصار بودند وبعضے از مہاجراں نیز خمیس میں ہے لم یکن القراء المذکورون کلھم من الانصار بل کان بعضھم من المہاجرین مثل عامر بن فھیرۃ مولی ابی بکر الصدیق ونافع بن بدیل بن ورقاء الخزاعی وغیرھما رضی اللہ تعالٰی عنھم -

مواہب لدنیہ میں ہے استصرخ علیھم بنی عامر فلم یجیبوہ وقالوا لن نخفر ابا براء وقد عقد لھم عقدا وجوارا سیرت ابن ہشام میں ہے استصرخ علیھم بنی عامر فابوا ان یجیبوہ الی مادعاھم الیہ وقالوا لن نخفر ابا براء الخ مامر خمیس میں ہے استصرخ عامر بن الطفیل بنی عامر علی المسلمین فامتنعوا وقالوا لانخفر ذمۃ ابی براء عمک الخ مدارج میں ہے "تامہ بنی عامر از جنگ مسلمانان ابا آوردند **سادساً** عامر بن طفیل کا حال فرمان اقدس حرام بن ملحان رضی اللہ تعالٰی عنہ کو شہید کرنا بھی خلاف تحقیق ہے بلکہ اُن کا قاتل اور شخص تھا کہ بعد کو اسلام لے آیا کما رواہ الطبرانی عن ثابت البنانی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ اور عدو اللہ عامر بن طفیل کفر پر مرا کما فی صحیح البخاری عن اسحق بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ صحیح بخاری شریف میں ہے جعل یحدثھم فاومأ والی رجل فاتاہ من خلفہ فطعنہ یعنی حرام رضی اللہ تعالٰی عنہ اُن کافروں کو پیام اقدس پہنچاتے اور اُن سے باتیں فرمارہے تھے کہ انھوں نے کسی کو اشارہ کیا اُس نے پیچھے سے آکر نیزہ مارا امام حافظ الشان عسقلانی نے فتح الباری میں فرمایا لم اعرف اسم الرجل الذی طعنہ مجھے اُس نیزہ مارنے والے کا نام نہ معلوم ہوا زرقانی شرح مواہب میں ہے فی الطبرانی من طریق ثابت عن انس ان قاتل حرام بن ملحان اسلم وعامر بن الطفیل مات کافرا کما تقدم انتھی من الفتح **سابعاً** ان سب سے قطع نظر کے بعد اُس میں ایک غلطی یہ ہے "کہ جب وہ خط عامر نے پڑھا آگ بن گیا" کتب سیر میں تصریح ہے کہ اُس خبیث نے فرمان اقدس دیکھا تک نہیں سیرت ابن اسحق وسیرت ابن ہشام ومواہب لدنیہ میں ہے لما اتاہ لم ینظر الی الکتاب **ثامناً** سخت غلطی فاحش یہ ہے کہ "منذر کو زندہ قید کرلیا" حالانکہ منذر رضی اللہ تعالٰی عنہ عین معرکہ میں شہید ہوئے ہیں معالم التنزیل میں ہے قتل المنذر بن عمرو واصحابہ الا ثلثۃ نفر کانوا فی طلب ضالۃ لھم الخ مدارج میں ہے تامہ اصحاب شہید شدند الا منذر بن عمرو باو گفتند اگر خواہی ترا امان دہیم او امان ایشاں را قبول نکرد وبا ایشاں مقاتلہ کرد تا شہید شد۔ سیرتین ابنائے اسحاق وہشام میں ہے لما رأوھم اخذوا اسیوفھم ثم قاتلوھم حتی قتلوا من عند اخرھم یرحمھم اللہ الا کعب بن زید اخا بن دینار بن النجار فانھم ترکوہ وبہ رمق فارتث من بین القتلی فعاش حتی قتل یوم الخندق شہیدا یرحمہ اللہ مواہب میں ہے قتلوا الی اخرھم الا کعب بن زید الخ خمیس میں ہے قتلوا من عند اخرھم الا کعب بن زید الخ خمیس میں ہے قتلوا من عند اخرھم الا کعب بن زید الخ خود حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر دی ان اخوانکم لقوا المشرکین فاقتطعوھم فلم یبق منھم احد وانھم قالوا ربنا بلغ قومنا انا قد رضینا ورضی عنا ربنا فانا رسولھم الیکم قد رضوا ورضی عنھم رواہ الحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ **فریب دہی عوام** جہالات واغلاط کثیرہ کے ساتھ فریب دہی عوام بھی ضروری سوال میں ضرور ہے **فریب ۱** حدیث مذکور ابن حبان ذکر کی جو صراحۃً مطلق تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نماز صبح میں قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے نفع یا ضرر کی دعا فرمانی ہوتی مصنف ضروری سوال نے اس کا ترجمہ لکھ کر معاً جوڑ لگادیا "یعنی سوا اس کے پیمبر خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور کسی مصیبت پر قنوت نہیں پڑھتے تھے" جس سے عوام سمجھیں حدیث میں کسی خاص مصیبت کا ذکر ہے اُسی کے لیے قنوت پڑھنے کا ثبوت ہے باقی بے ثبوت اس مغالطے سے جو فائدہ اُٹھانا چاہا اُسے یہیں ظاہر بھی کردیا "کہ اب یہاں سے سمجھا گیا کہ کفار ظلم کریں تو نماز فجر میں نصرت چاہے طاعون یا وبا کے لیے قنوت ثابت نہیں" حالانکہ ہر ابجد خواں عربی بتاسکتا ہے یہ محض دھوکا دیا ہے حدیث میں اصلاً کسی مصیبت خاص کا نام نہیں جس کے غیر پر نفی قنوت ہو **فریب ۲** قنوت نازلہ خود بھی تو غیر منسوخ مانی ہے اگرچہ خاص

ایک نازلے میں۔ اب جو اس پر سند پیش کرنی ہوئی تو علامہ طحطاوی وعلامہ شامی ومحقق سامی بحرطامی صاحب اشباہ نامی کا دامن پکڑا کہ "چنانچہ حاشیۂ درمختار طحطاوی وشامی واشباہ والنظائر وغیرہ وغیرہ نے اُس کی تصریح کی ہے" حالانکہ اوپر واضح ہوچکا کہ یہ علمائے کرام تو نہ صرف تعمیم نوازل بلکہ خاص طاعون ہی کے لیے قنوت ثابت کرتے ہیں جس کے سبب معاذ اللہ اس شخص کے نزدیک کذب وبہتان میں پڑے ہیں ان کے کلام پورے نقل نہ کرنا درکنار جو عبارت اُن کے نام سے نقل کی اُس میں دو کارروائیاں کیں ایک یہ کہ خود اُن کے ترجمہ کلام میں وہ الفاظ ملادیے جو اپنے ساختہ مذہب کے مطابق تھے دوسرے یہ کہ ایک عربی عبارت اپنی طرف سے بنا کر اُس کلام سے ملادی اور سب کا ایک ساتھ ترجمہ کردیا جس سے ناواقف کو دھوکا ہو کہ یہ سارا کلام ان علمائے کرام کا ہے۔ وہ نقل و ترجمہ ملخصاً یہ ہے" وغیرہ وغیرہ نے اُس کی تصریح کی ہے اور وہ یہ ہے کہ وقد قنت ابوبکر الصدیق وعمر وعلی ومعویۃ فالقنوت فی النازلۃ ثابت فافھم واغتنم قلت والمراد بالنازلۃ ھناك ھوالذی مذکور فی الاحادیث ولایقاس علی غیرہ واللہ اعلم ترجمہ اور مقرر قنوت پڑھی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور حضرت علی اور حضرت معویہ نے پس قنوت بیچ واقع ہونے سختی اور فتنہ اور فساد اور غلبۂ کفار اشرار کے ثابت ہے سو سمجھ اور غنیمت جان اب کہتا ہوں میں کہ مراد نازلہ سے اُس جگہ وہی نازلہ مراد ہے جو مذکور ہوا ہے حدیثوں میں اور نہیں خیال[1] کیا جاوے گا اوپر غیر اُس نازلہ کے اعنی ہر ایک نازلہ نہیں" ترجمۂ اصل میں فتنہ وفساد وغلبۂ کفار اشرار لفظ بڑھادیے کہ نرے بے علم کہیں دیکھو جو بات مولوی صاحب نے کہی تھی وہی ان کتابوں میں لکھی ہے ورنہ اصل عبارت علما میں نہ ان لفظوں کا اصلاً پتا نہ اُس غرض فاسد کے سوا ترجمہ میں اس پیوند کا کوئی منشا پھر قلت سے آخر تک ایک عبارت عربی گڑھ کر عبارت سے ملادی اور اُس کا ترجمہ ترجمہ سے کہ ناواقف کم علم جانیں یہ قلت اُنھیں علما نے فرمایا ہے ورنہ یہ کہیں کا دور نہیں کہ اردو رسالے میں جوبات اردو ہی زبان میں ظاہر کرنی ہو اُسے پہلے عربی میں بولیں پھر اپنی عربی کی اردو کریں اور کلام علما میں قلت ہزار جگہ ہوتا ہے تو صاف اسی طرف ذہن جائے گا کہ یہ کلام بھی اُنھیں کا ہے فریب ۳۳ اشباہ میں فرمایا تھا فائدہ فی الدعاء برفع الطاعون سئلت عنہ فاجبت بانی لم ارہ صریحا یعنی فائدۂ طاعون دُور ہونے کی دعا میں مجھ سے اس کا سوال ہوا تھا میں نے جواب دیا کہ اس کی تصریح میں نے نہ دیکھی پھر غایۂ دشمنی وفتح القدیر کی وہ عبارتیں نقل فرمائیں کہ نازلہ کی قنوت پڑھے پھر فرمایا فالقنوت عندنا فی النازلۃ ثابت ولاشك ان الطاعون من اشد النوازل یعنی ان عبارات سے واضح کہ ہمارے نزدیک بلا میں قنوت ثابت ہے اور شک نہیں کہ طاعون سخت تر بلاؤں میں سے ہے پھر اس دعوے کے ثبوت کو کہ نازلہ ہر شدت وسختی کو عام ہے مصباح وقاموس وصحاح کی عبارات مذکورۂ سابق نقل فرمائیں پھر عبارت سراج وہاج وملتقط وکلام امام طحاوی سے ثبوت موکد قائم فرمایا کہ جو کوئی بلا ہو اُس کے لیے قنوت پڑھنے میں حرج نہیں کسی عاقل غیر مجنون کے نزدیک اس کلام کے معنی سوا اس کے کچھ نہیں ہوسکتے کہ طاعون کے لیے قنوت پڑھی جانے کو فرمارہے ہیں لاجرم علامہ سید شریف طحطاوی نے حاشیۂ مراقی الفلاح میں فرمایا فی الاشباہ یقنت للطاعون لانہ من اشد النوازل یعنی اشباہ میں ہے کہ طاعون کے لیے قنوت پڑھے اس لیے کہ وہ سخت تر بلاؤں میں سے ہے اب مصنف ضروری سوال کی سُنیے" اشباہ والنظائر والے صاحب نے فرمایا ہے لوگوں نے مجھ سے پوچھا طاعون میں قنوت پڑھنے سے سو میں نے جواب دیا کہ صریح مسئلہ اس کا کہیں نہیں دیکھا میں حکم کر نہیں سکتا"

[1] اس خوبی علم کو دیکھیے کہنا یہ مقصود ہے کہ لایقاس علیہ غیرہ اور نازلہ اس پر قیاس نہ کیا جاوے گا اور کہا یہ کہ لایقاس علی غیرہ نازلہ کیا جائیگا اوپر غیر اُس نازلہ کے

اول توسوال خاص قنوت طاعون سے ہونا بنایا کہ جو جواب گڑھا جائے گا وہ بالتخصیص صراحۃً اُسی پر وارد ہو پھر جواب میں یہ لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیے کہ "میں حکم کرنہیں سکتا" حالانکہ عبارت اشباہ میں اس کا وجود مفقود بلکہ بالتصریح اُس میں قنوت کا حکم دینا موجود اسے کس درجہ کی تحریف و بد دیانتی ومغالطہ وفریب دہی کہا چاہیے والعیاذ باللہ رب العلمین ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم **مخالفت توبہ نامہ** خود اس ضروری سوال سے بھی پیدا **اوّلاً** اُس میں اپنے طرفداروں کے ایک رسالے کی نسبت لکھا تھا کہ "اُس میں سادات کرام وعلمائے عظام کی شان وعظمت کے خلاف الفاظ رکیکہ برتے گئے ہیں واقعی یہ کمال درجے کی بے ادبی میرے طرفداروں سے تو گویا مجھی سے ہوئی میں ان کل حضرات بابرکات سے معافی چاہتا ہوں خواہ حضرات سادات وعلما اہل سورت خواہ اہل ممبئی خواہ آفاقی" وہاں تو آج کل کے علما کو جو آپ کے طرفداروں نے کچھ الفاظ رکیکہ لکھے اُس سے معافی چاہی اور ضروری سوال میں خود آپ اکابر سابقین علمائے عظام وفقہائے کرام وسادات فخام مثل امام نووی وامام ابن حجر وامام طیبی وعلامہ ابن ملک ومحقق زین العابدین ابن نجیم ومولٰنا علی قاری مکی وسید علامہ طحطاوی وسید علامہ شامی وامثالہم کو معاذاللہ کذب وبہتان کی طرف نسبت فرمارہے ہیں شاید یہ الفاظ رکیکہ نہوں گے **ثانیاً** اُس میں لکھا تھا "واللہ باللہ میں مذاہب اربعہ حقہ کو سچے دل سے حق جانتا ہوں" یہاں صراحۃً قنوت فجر کو کہ مذہب امام مالک وامام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہما ہے بدعت وضلالت وفی النار بتایا ادھر قنوت طاعون ووبا کو کذب وبہتان ٹھہرایا شراح حنفیہ سے قطع نظر بھی کیجیے تو ائمہ شافعیہ کے یہاں اُس کی صریح تصریحیں موجود اور امام ابن حجر مکی نے خود امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بیان مذہب میں اُسے ذکر فرمایا **ثالثاً** اُسی میں لکھا تھا "جمہور علما کا اتباع اختیار کیا اولیائے کرام نذر ونیاز عرفی میں جبکہ فقہائے کرام نے تصفیہ کر دیا ہے اور مستحسن کررکھا ہے تو ہم اُنھیں کی پیروی کریں یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے لیکن بندہ اپنے پرانے خیالات سے باز آکر اولیا کی نذر ونیاز عرفی جو فی زماننا خاصا عوام میں مروج ہے کہ اس کو مستحسن جانتا ہوں سوائے اس کے میری تصانیف میں جو بات خلاف اقوال جمہور علما ہو اُس کو واپس لیتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آیندہ علمائے کرام کے مخالف کوئی مسئلہ نہیں کہوں گا" اور یہاں نہ ظاہر ارشاد جمیع متون پر اقتصار لیا نہ طریقۂ مصرحۂ جمہور شارحین اختیار کیا سب کے مخالف مسئلہ لکھدیا یہ ضروری سوال کی مخالفتیں تھیں **رابعاً** شرائط بحث میں تو صراحۃً اُس توبہ کو توڑ دیا نذر ونیاز عرفی اولیائے کرام قدست اسرارہم جو فی زماننا مروج ہے ظاہر ہے کہ زمانہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین میں اس پر کوئی نزاع قائم نہ ہوئی نہ اس کا کوئی تصفیہ اُس وقت کے فقہائے کرام نے کیا تو لاجرم توبہ نامے میں جمہور علمائے متاخرین ہی کی پیروی کو لکھا اور اُن کی مخالفت کا عہد کیا تھا اب شرائط ثلثہ کی بحث میں قرون ثلثہ کے متاخرین متقدمین سب کو بالائے طاق رکھ کر صاف لکھ دیا کہ سند دین میں اصول وفروع مسائل میں زمانہ خیر القرون کی ہونی چاہیے یعنی صحابہ وتابعین وتبع تابعین اور اُس پر عمل بھی جاری ہوا ہو یوں **وہابیت** پیدا ہونے کو **اوّلاً** و**ثانیاً** ضروری سوال ہی کی وہ تقریریں کہ یہ ارشاد فقہا کذب وبہتان ہے اور وہ مذہب ائمہ بدعت وضلالت وفی النار ہے کافی تھیں **ثالثاً** مگر شرائط بحث میں تو صاف صاف وہی معمولی تقریر وہابیہ کہ قرون ثلثہ کی سند معتبر ہے باقی سب باطل صراحۃً لکھ دی اور اُس کے ساتھ اور تنگی بڑھادی کہ صحابہ وتابعین کی سند بھی مقبول نہیں جب تک اُس پر عمل نہ جاری ہوا ہو یہ باتیں ضرور وہابیت کی ہیں **رابعاً** اور شرط لگائی کہ "کوئی مسئلہ کسی کتاب میں بے سند لکھا ہو وہ بغیر اسناد کے تسلیم نہ کیا جائے گا ہر شخص جانتا ہے کہ کتب فقہیہ

متون وشروح وفتاوی کسی میں ذکر اسناد نہیں ہوتا تو اس شرط میں صاف بتادیا کہ کتب فقہ مہمل وناقابل عمل ہیں اُن کا مسئلہ تسلیم نہ کیا جائیگا یہ اول نمبر کی وہابیت غیر مقلدی ہے ان وجوہ سے ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ زید اپنی قدیم وہابیت پر باقی ہے والعیاذ باللہ تعالی واللہ سبحنہ وتعالی اعلم۔

بالجملہ ان تمام بیانات جلیلہ سے واضح ہوا کہ ضروری[1] سوال کی تحریر ہمارے علمائے کرام کے خلاف ہے وہ سراسر[2] غلطیوں سے بھری ہے جو اُسے[3] صحیح ودرست بتائے سخت جاہل ونافہم ہے۔ ضروری سوال کا مصنف[4] علم دین سے بہرہ نہیں رکھتا وہ[5] نہ عبارت سمجھ سکتا ہے نہ ترجمے[6] کی لیاقت رکھتا ہے پھر مطلب[7] سمجھنا تو بڑا درجہ ہے وہ خود[8] اپنا لکھا نہیں سمجھتا نہ نافع ومضر میں تمیز کرتا ہے اور[9] اس کے ساتھ کلمات علما کو بدلنا گھٹانا بڑھانا مغالطہ عوام کو کچھ کا کچھ مطلب بنانا علاوہ ہے ایسا[10] بے علم وکج فہم ہرگز فتوئ دین کی قابلیت نہیں رکھتا نہ اُس کے فتوے پر اعتماد ہوسکتا ہے صحیح بخاری وصحیح مسلم ومسند امام احمد وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں اتخذ الناس رؤسا جھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا لوگ جاہلوں کو سردار بنائیں گے اُن سے مسئلے پوچھے جائیں گے وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے آپ بھی گمراہ ہوں گے اوروں کو بھی گمراہ بنائیں گے اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ جو ایسے شخص کے فتوے پر اعتماد کریگا گمراہ ہوجائے گا نیز[11] اُس کے اقوال وکلمات سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ وہ فقہائے کرام کی شان میں گستاخ ہے ارشادات علما کو کذب وبہتان بتاتا اور مذہب[12] اہل حق کو ضلالت وفی النار بتاتا اور تمام[13] کتب فقہ کو مہمل وبیکار ٹھہراتا ہے اُس[14] نے اپنی توبہ توڑی اور قدیمی[15] وہابیت ابتک نہ چھوڑی مسلمانوں کو اُس کی صحبت سے احتراز چاہیے کہ بحکم صحیح گمراہی میں پڑنے کا اندیشہ ہے ایسی حالت میں جو اُس کی اعانت کرے گمراہی کی بنیاد قائم کرتا ہے ہاں اگر وہ پھر از سر نو ان تمام حرکات سے تائب ہو اور ایک زمانہ ممتد گزرے جس میں اُس سے وہ باتیں صادر ہوں جن سے اس کی توبۂ دوم کا بر خلاف توبۂ اول سچا ہونا ظاہر ہو تو اُس وقت اُس سے تعرض نہ کیا جائے مگر اُس کے فتوے پر اعتماد پھر بھی نہیں ہوسکتا کہ اس قدر سے اُس کا جہل زائل ہوکر عالم نہ ہوجائے گا لاکھوں عوام سنی المذہب بحمداللہ تعالی ایسے ہیں جن سے تمام عمر میں کبھی کوئی بات بدمذہبی یا گستاخی شان ائمہ وفقہا وکتب فقہیہ کی صادر ہی نہ ہوئی مگر جبکہ وہ بے علم ہیں مفتی نہیں بن سکتے اللہ عزوجل خذلان سے بچائے اور بطفیل خاکپائے بندگان بارگاہ بیکس پناہ حضور پُرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم توفیق علم وعمل عطا فرمائے آمین آمین آمین والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالی علی سیدنا وآلہ وصحبہ اجمعین اٰمین واللہ سبحنہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم کتبہ محمدن المعروف بحامد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن النبی الامی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم۔

فی الواقع یہ تفصیل کہ قنوت نازلہ جائز ہے مگر اُس کا جواز صرف ایک نازلہ سے خاص باقی اس میں ناجائز ہمارے ائمہ کرام کا مذہب نہیں مصنف ضروری سوال کی تحریروں سے اُس کی جہالت وبطالت صاف ظاہر ہے بیشک ایسے شخص کو مفتی بنانا حلال نہیں نہ اُس کے فتوے پر اعتماد جائز مجیب مسلمہ القریب المجیب نے جو امور بالجملہ میں لکھے ضرور قابل لحاظ ومستحق عمل ہیں مسلمانوں کو اُن کی پابندی چاہیے کہ باذنہ تعالی مضرت دینی سے محفوظ رہیں وباللہ العصمۃ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

مسئلہ - از رنگون گلی ۲۵ دوکان ۴۵ مسئولہ حافظ محمد یوسف صاحب ۵ ذی قعدہ ۱۳۲۹ھ